بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

پچھلے مہینہ یعنی محرم ۱۳۹۴ هجری (فروری ۱۹۷۴ء) کا سب سے اهم واقعه لاهور میں مسلم حکومتوں کے سربراهوں کا اجتماع ہے۔ یه کانفرنس ۳۰ محرم (مطابق ۲۲ فروری) کو شروع هوئی اور تین روز تک جاری رهی، اس میں ۳۷ مسلم حکومتوں کے سربراهوں یا ان کے نمایندوں نے شرکت کی۔

یه کانفرنس سربراهوں کی دوسری کانفرنس تھی، پہلی کانفرنس ۲۲ ستمبر ۱۹۶۹ء کو بمقام رباط منعقد هوئی تھی اس میں ۲۵ ممالک نے شرکت کی تھی۔ رباط کانفرنس کے بعد سے مسلم ممالک کے وزرائے خارجه کا کئی بار اجتماع هوچکا ہے۔ اس سلسله میں آخری اجتماع ۲۵ مارچ ۱۹۷۳ء کو بنغازی (لیبیا) میں هوا تھا جس میں ۲۶ ممالک نے شرکت کی تھی۔

لاهور کی حالیه کانفرنس شریک ممالک کی تعداد، اور دوسرے بہت سے وجوہ سے سب سے بڑی اور سب سے زیادہ اهم کانفرنس تھی۔ اس سے قطع نظر که اس کانفرنس میں کیا کیا تجاویز منظور کی گئیں، خود اس بات هی کو بڑی اهمیت حاصل ہے که مسلم ممالک کے سربراہ ایک جگه پر بیٹھ کر اپنے سامنے آنے والے مسائل پر غور کریں اور سوچیں که هم ایک دوسرے کے ساتھ پر خلوص تعاون کرکے امن عالم کی کس قدر عظیم اور بے مثال خدمت انجام دے سکتے هیں۔ کیا اس طریقۂ کار اور اس خط فکر کو عالمی مسائل کے حل کرنے میں کچھ کم اهمیت حاصل ہے؟ دنیا میں آزاد مسلم ممالک کی تعداد ۴۰ ہے اگر یه لوگ عزم صمیم کرلیں که هم ایک دوسرے کے ساتھ اسلامی اخوت، باهمی تعاون اور صلح و آشتی کے ساتھ زندگی بسر کریں گے تو امن عالم کی اس سے بڑھ کر اور کیا خدمت هو سکتی ہے۔

ادارۂ اقوام متحد کی تنظیم جنگ و جدال، قتل و خون‌ریزی اور و بربادی سے تنگ آنے کے بعد ۱۹۴۵ء کے منشور کے بموجب عمل میں آئی اور تنظیم کا مقصد قیام امن اور تحفظ امن ھی بتایا گیا تھا۔ اگرچہ ا جو لوگ کرتا دھرتا تھے ان کے دلوں کا کھوٹ رنگ لایا اور یہ عالمی چند بڑی عالمی طاقتوں کا بازیچۂ ھوس بن کر رہ گیا۔ لیکن مقصد ھمیش بتایا گیا کہ ھم حفاظت امن کے لئے کام کر رہے ھیں۔ یہودیوں نے کہ یہودی خفیہ پروٹوکول نمبر ۱۰ میں زیر انتداب صیہونیت جس حکومت کا خواب ۱۸۹۶ء میں دیکھا گیا تھا اس کی تعبیر ادارۂ اقوام کی شکل میں ظاھر ھوئی۔ اور ایسا سمجھنے میں انھوں نے کوئی غلطی کی۔ ادارۂ اقوام متحدہ کی منظورہ تجاویز اور اس کے کارنامے دنیا کی زبانوں میں بہ کثرت ملتے ھیں۔ اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ صرف ایک ھ تجویز ایسی ملے گی جس پر بڑی عالمی طاقتوں کا اتفاق ھے۔ اور وہ تجو فلسطین میں یہودی حکومت کے قیام کی تجویز و تائید۔ اور آجکل تو اقوام متحدہ کے موجودہ سکریٹری جنرل بھی ایک یہودی مدبر ھیں۔ اب کہہ سکتا ھے کہ ادارۂ اقوام متحدہ کو پروٹوکول نمبر ۱۰ کے خواب ک قرار دینے میں یہودیوں نے کوئی غلطی کی تھی۔

ادارۂاقوام متحدہ کی تنظیم کرنے والوں کے دلوں میں کیا چھپا تھا، اثرات تو پچھلے تیس سال سے دنیا دیکھ ھی رھی ھے، البتہ یہ امید قایم میں دنیا حق بجانب ھے کہ دو تین سال قبل نقلی چین کے بجائے اصل ادارۂ اقوام متحدہ کا رکن ھوگیا ھے، اس لئے شاید اس میں کچھ نہ تبدیلی رونما ھوجائے لیکن ایسا معلوم ھوتا ھے کہ سیاسیات کے گرگان دیدہ چین کی آواز کو بزم شغالان میں بیانو کی آواز بنانے کی سعی نہیں آئیں گے۔

بہرحال ! ادارۂ اقوام متحدہ نے اپنے منشور میں جس مقصد عظیم کا اعلان کیا ہے۔ اس کی سب سے زیادہ موثر اور مفید خدمت مسلم سربراہان مملکت انجام دے رہے ہیں۔ اور حق یہ ہے کہ ان کو یہ خدمت انجام دینی ہی چاہئیے۔ اوروں کے لئے قیام امن کا دعویٰ یا اس کی تدبیر ملکی و عالمی مصالح کی فہرست میں آتا ہے لیکن ایک مسلمان کے لئے تو یہ اس کا مذہبی و ایمانی فریضہ ہے کہ آپس میں صلح و آشتی، باہمی تعاون اور ایسی یکجہتی دکھائیں تاکہ سارے فتنے اور بدامنیاں اس کے مقابلہ میں دب جائیں، اور اللہ کی زمین پر امن و امان قایم ہوجائے۔

حج بیت اللہ اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ اس کے روحانی فواید جو حج کرنے والوں کو انفرادی طور پر حاصل ہوتے ہیں یقیناً بہت بڑے اور عظیم الشان فواید و برکات ہیں۔ لیکن اسی کے ساتھ ساتھ یہ ایک بے مثال سالانہ اجتماع بھی تو ہے جس سے مسلمان باہمی تعاون اور یکجہتی پیدا کرکے امن عالم کی موثر خدمت انجام دے سکتے ہیں۔ کاش کہ مسلمان اجتماع حج سے یہ فائدہ بھی حاصل کرتے۔

ویسے تو مسلمان ہمیشہ ہی سے یہ سوچتے رہے ہیں کہ دنیا میں قیام امن کی خدمت انجام دینے کے لئے مسلمانوں کو آپس میں متحد ہوکر ایک آواز ہو جانا چاہئیے۔ دنیا کے کسی خطہ کے مسلمان سے پوچھ کر دیکھ لیجئے ہر جگہ کے عامۃ المسلمین ایسے اتحاد کو ایک فریضہ ہی سمجھتے ہیں لیکن بدقسمتی سے قیادت اکثر و بیشتر ایسے تنگ نظر منافقوں اور بد کردار فاسقوں کے ہاتھوں میں آتی رہی کہ وہ اپنے ذاتی، خاندانی اور مقامی مفادات پر اسلامی تعلیمات کو قربان کرتے رہے۔ ۱۹۴۵ء کے بعد سے یورپ کا مستعمراتی نظام اپنے طویل سکرات الموت کے بعد دم توڑنے لگا۔ ایشیا اور افریقہ کے ممالک آزاد ہونے لگے۔ اور ان ممالک میں زیادہ تر مسلم ممالک ہیں۔ اس وقت

اتحاد کا یہ خیال بھی تیز تر ہونے لگا۔ عوامی سطح پر کچھ نہ کچھ لوگ ہر جگہ اس کے لئے بولنے، لکھنے اور جماعتیں قایم کرنے لگے۔ یورپ کے اساسان سیاست کو اور خصوصیت کے ساتھ یہودیوں کو اس کا خطرہ پہلے ھی سے تھا۔ انھوں نے اس کے خلاف تدبیریں کیں، کہیں ایک علاقہ کو دوسرے علاقہ کے خلاف تیار کیا، چھوٹے چھوٹے ممالک بنائے، اور کہیں علاقائی و نسلی تنظیمیں قایم کیں، اور عالم اسلام کے عین قلب میں یہودیوں کی حکومت اسرائیل کا ناسور پیدا کردیا۔ حکومت برطانیہ نے بیٹھے بٹھائے مصر پر چڑھائی کرکے اسے کمزور کیا۔ یہاں تک کہ ۱۹۶۷ء کے جون میں یہودیوں نے مصر، شام اور اردن پر حملہ کرکے ان کا بہت سا علاقہ دبا لیا۔ یہودی اگر یہ نہ کرتے تو اور کیا کرتے؟ ان کی حکومت قایم توکر دی گئی مگر اس حکومت کے پاس رقبۂ زمین صرف چار ہزار مربع میل تھا، اور منصوبہ تھا دنیا کے دو کروڑ یہودیوں کو وھاں بسانے کا۔ ظاھر ہے کہ زمین ربڑ نہیں ہے کہ اسے کھینچ کر بڑا کرلیں۔ اس لئے یہودیوں کا یہ منصوبہ پہلے بھی تھا اور اب بھی ہے کہ گردوپیش کے علاقے، لبنان، مصر، شام، اردن اور سعودی عرب سے لے کر اپنے منصوبہ کی تکمیل کریں۔ یہ کام بغیر جنگ و خونریزی کے کہاں ممکن ہے؟ اگر اس کام کے صرف مال و دولت کے ذریعہ ھوجانے کی امید ھوتی تو یہودیوں کے لئے مال کی کوئی کمی نہ تھی۔ لیکن ظاھر ہے کہ یہ مقصد صرف جنگ ھی کے ذریعہ حاصل کیا جاسکتا ہے، اس لئے حکومت اسرائیل ھر وقت آمادۂ پیکار رہتی ہے۔ اور ھمیشہ رہے گی۔ ادارۂ اقوام متحدہ ابھی تک امریکہ کا خانہ زاد ادارہ ہے، اس سے جنگ و جدال کو روکنے کی امید کو اس کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ ع

سادگی تو دل نادان کی دیکھے کوئی
اس کو قاتل ھی سے امید وفاداری ہے

۱۹۶ء کی جنگ اسرائیل کے بعد سے دو سال تک مسلمانوں کو مختلف
ور گفت و شنید کے پھندوں میں الجھائے رکھا گیا تاکہ اتنی مدت میں
کی حکومت اپنے جدید مغصوبہ علاقوں میں زیادہ مضبوط قدم جمالے۔
بہ کے ؟ اب مسلمانوں پر بھی پوری طرح نہ سہی کچھ نہ کچھ راز
ے ہی لگا تھا۔ اس وقت انہیں نظر آیا کہ جب تک خود مسلمان ایک
ہوجائیں قیام امن کی امید پوری نہیں ہوسکتی۔ اس طرح پہلی مسلم
انفرنس ۲۲ ستمبر ۱۹۶۹ء کو (المغرب) کے دارالحکومت شہر الرباط
ئی جس میں ۲۵ مسلم ممالک نے شرکت کی۔ اس کے بعد سے مسلم
کے وزارتی سطح پر سات اجتماعات ہو چکے ہیں اور کسی نہ کسی
ں مسلمانوں کے مابین اتحاد کو ضروری سمجھ کر کچھ نہ کچھ کام
ا ہے۔ اب لاہور میں دوسری کانفرنس ہوئی ہے اور اب تک کے ہر
سے زیادہ وسیع پیمانہ پر ہوئی ہے۔ اللہ کرے کہ اب اس کے بعد
کوئی مضبوط عملی قدم بھی اٹھائیں۔

کثر مسلمان ممالک ابھی ابھی آزاد ہوئے ہیں۔ غیر ترقی یافتہ ہیں
ی طاقت کے سوا ابھی ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ لیکن ان ساری
وں کے باوجود یہ اگر عزم صمیم کے ساتھ کوئی اقدام کریں اور صرف
وں سے بھی کام لے سکیں تو دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت کو جو بدامنی
رنے میں اپنا جواب نہ رکھتی ہو، اپنا وطیرہ بدلنا ہی پڑے گا۔ ہر
ے مسلم عوام تکالیفیں جھیل کر، مصیبتیں برداشت کرکے اور ہر طرح
یاں پیش کرکے بیت المقدس کو یہودیوں سے آزاد کرانے کے لئے بلکہ
یمانہ پر امن عالم کی خدمت بجالانے کے لئے تیار ہیں، لیکن سوال ہے
ن قائدین، زعماء اور باختیار حضرات کا جن کے ہاتھوں میں اقتدار ہے،
بھی یورپ و امریکہ کے تفریحی سامان سے دور رہ کر قوم کی خدمت انجام
ے لئے تیار ہیں ؟ اگر ہیں اور ہم کو یہ امید رکھنی ہی چاہئیے کہ

اب شاید تیار ہوجائیں تو پھر دنیا میں امن قایم ہوجائے گا۔ اور مسلمانوں ہ
کے اتحاد و اتفاق سے یہ امن قایم ہوسکتا ہے ولسن کے چودہ نکات اور روزوا
کا منشور دونوں ہی ناکام ثابت ہوچکے۔ اب ان سے کوئی امید وابستہ نہیر
کی جاسکتی

کسی ذمہ دار، اہم اور فعال جماعت کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ
اپنا لائحہ عمل تفصیل کے ساتھ تجاویز کی شکل میں پیش کر سکے۔ اور
کچھ تجویز میں پیش کیا جاتا ہے اس کی حیثیت بھی محض تجویز ہی
ہوتی ہے۔ اس کے بعد ارادہ اور عزم اور اس کے بعد عمل کی صورت پیدا ہوتی ہے
اور جب تک تجویز عمل میں نہ آجائے اس وقت تک اس کے اچھے یا بر
اثرات بھی نہیں پیدا ہوتے۔ حکیم شیراز نے کیا خوب کہا ہے۔

نیا ساید مشام از طبلۂ عود

بر آتش نہ کہ چوں عنبر ببوید

ہم امید کرتے ہیں کہ مسلم حکومتوں کے یہ سربراہ جو مخلصانہ
پر مسلمانوں کی سود بہبود سوچنے کے لئے اس کانفرنس میں جمع ہوئے تو
جلد از جلد اپنی تجاویز کو عملی شکل دیں گے۔ ایک قابل ذکر بات تو یہ ہ
کہ پاکستان اور بنگلہ دیش کا قضیہ ان کی مساعی سے کسی نہ کسی ص
میں طے ہوگیا۔ اور ہماری دعا ہے کہ وہ اس عمل خیر میں کامیاب ہ
ہر ملک کے عام مسلمان ان کی چشم و ابرو کے اشارے کا انتظار کررہے ہ
وہ ان کی قیادت میں وہ سب کچھ کر گزرنے کے لئے تیار ہیں جو آج دنیا و
کو ناممکن نظر آرہا ہے، یہ وہی قوم ہے ع

کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاج سر دارا

اگر عوام کے دلوں کی تپش قیادت کے دلوں میں پیدا ہوگئی ہے تو
زنجیر زنجیر نہیں اور کوئی آہنی کٹہرا کٹہرا نہیں، اس کی تپش سے
پگھل کر پانی کی طرح بہہ جائیں گے۔ خدا کرے کہ ع

چشم اقوام یہ نظارہ اب تک دیکھے
رفعت شان رفعنا لک ذکرک دیکھے

پاکستان نے میزبان بھائی کی حیثیت سے لاہور کانفرنس کے لئے جو
یاریاں کیں اور وزیر اعظم سے لے کر ایک عام پاکستانی مسلمان نے جس
خلوص کے ساتھ اتنے بڑے پیمانہ پر انتظامات کئے وہ ہر طرح قابل تعریف و لایق
آفرین تھے۔ اس سلسلہ میں جناب جسٹس محمد افضل چیمہ صاحب سکریٹری
ارت قانون کی شخصی توجہ اور محنت سے صرف چند یوم کے اندر ادارۂ تحقیقات
لامی میں دستور پاکستان کا عربی میں ترجمعہ ہوا، طبع کیا گیا شاہوں کے
یان شان جلد سازی ہوئی اور صدر و وزیر اعظم پاکستان کی طرف سے جناب
کریٹری صاحب موصوف نے خود سربراہان مملکت کو پیش بھی کردیا۔
ونی ١٨٣ صفحات کی کتاب کا ١٠ - ١٢ دنوں میں اس طرح تیار ہوجانا
ینا کوئی آسان کام نہ تھا، لیکن الحمدللہ کہ یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔